

معیشت گوٹو کی کیفیت سے نکلے

قومی اسمبلی میں ضمنی بجٹ (فنانس ترمیمی بل 2018) کثرت دوائے سے منظور کر لیا گیا، پیپلز پارٹی اور ایم اے کی بل پر تمام ترامیم مسترد کر دی گئیں جب کہ سینیٹ کی جانب سے ترمیمی فنانس بل پر دی گئی 27 میں سے صرف ایک سفارش کو منظور کیا گیا، حکومت نے اپنا فیصلہ واپس لیتے ہوئے ضمنی مالیاتی ترمیمی بل میں نان فالگرز پر جائیداد اور گاڑی خریدنے پر دو بار واپس بندی عائد کر دی۔ بدھ کو قومی اسمبلی کا اجلاس اسپیکر اسد قیصر کی زیر صدارت ہوا جس میں ضمنی بجٹ پر سینیٹ کی سفارشات پر غور کیا گیا جس کے بعد وزیر خزانہ اسد عمر نے ضمنی مالیاتی ترمیمی بل 2018ء منظوری کے لیے پیش کیا۔

ترمیمی بل کی منظوری اگرچہ ملکی معاشی ضرورت کی ایک اہم ترین ترجیح تھی مگر سرعت اور غیر معمولی غلٹ میں کیے گئے فیصلے اور پھر ان سے یونٹن کے گھناؤنے چکر نے عجیب گوٹو کی کیفیت پیدا کی ہے، عوام، تاجر و کاروباری حلقے تذبذب میں ہیں، اپوزیشن اور حکومت کے درمیان بھی پگ پگ بانگ کا کھیل جاری ہے، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا میلہ سالگاہا ہے اور میڈیا ناکس نے معاشی معاملات پر خبردار بھی کیا ہے کہ حکومت کا ہر اگلا قدم معاشی عملیت پسندی پر مبنی ہونا چاہیے تاکہ بجٹ کے تناظر میں میکر و اور مائیکرو انکم پالیسیوں کی تہی ہوئی رسی پر چلنے ہوئے نتائج پیش کیے جائیں۔ بدھ کو قومی اسمبلی میں ضمنی مالیاتی بل 2018 پر بحث سمیٹتے ہوئے وفاقی وزیر خزانہ اسد عمر نے کہا کہ ملک ہم سب کا ہے، رائے کا اختلاف ہو سکتا ہے، بی ایس ڈی پی پر بہت بات کی گئی ہے، ترقیاتی اسکیموں کے قتل عام کی بات کی گئی۔ پچھلی حکومت نے بی ایس ڈی پی کے اعداد و شمار کا نذر پر ضرور لکھے تھے لیکن اتنے پیسے خرچ نہیں ہو سکتے، حقیقت میں گزشتہ سال بی ایس ڈی پی کے تحت 661 ارب خرچ کیے گئے تھے۔ ہم گزشتہ سال سے زیادہ ترقیاتی اخراجات کریں گے، بلوچستان کے منصوبے صرف کاغذی تھے اور ان کی منظوری بھی نہیں ہوئی۔ خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے ساتھ بجلی کے معاملے پر زیادتی کی گئی، ان علاقوں میں بہت زیادہ لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہے اور تاثر دیا جاتا ہے کہ لوگ بل نہیں دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس وقت وفاق ٹرانسمیشن کا نظام بچھا رہا تھا تو چھوٹے صوبوں کو ترجیح نہیں دی گئی۔ کے پی کے اور بلوچستان میں بجلی کی ترسیل مشکل کام ہے۔ ایک سال کے اندر گردش قرضوں میں 453 ارب روپے کا اضافہ ہوا اور اس وقت یہ قرضے 1200 ارب سے تجاوز کر چکے ہیں، جو کام یہ 40 سال میں نہیں کر سکتے ہم سے پوچھتے ہیں کہ 40 دن میں کیوں نہیں کیے۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ اسی طرح اوگرا کے مطابق گیس کے نظام میں 154 ارب کا خسارہ ہے۔ گردش قرضے اس نچ کو پہنچ گئے ہیں کہ اب ادائیگی کے لیے پیسے نہیں بچے، بدترین معاشی پالیسیاں اختیار کی گئیں، پاکستان اسٹیل ملز 3 سال بند پڑی ہے، مزدوروں کے 40 ارب کے ورکرز ویلفیئر فنڈ پر ڈاکا ڈالا گیا، وزیر خزانہ نے کہا کہ بیرون ملک میں مقیم پاکستانی سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں تو ان کو اسٹشٹی ملے گا۔ وراثت کے کیسوں میں بھی اسٹشٹی دیں گے۔ زراعت پر تقریریں بہت ہوئی ہیں لیکن صرف 4 یا 5 سفارشات میرے پاس آئی ہیں ان میں زراعت نہیں ہے، ہم 6 سے 17 ارب کی سبسڈی دے رہے ہیں، ربیع کی فصل کے لیے پوریا کھاد پر سبسڈی دے رہے ہیں، ایل این جی پلانٹس پر بھی سبسڈی دے رہے ہیں۔ حقیقت میں ملکی معیشت کو ضرورت ہمہ جہت بریک تھرو کی ہے، انتہائی ٹھوس، زمینی اور معاشی حقائق سے جڑے اقدامات اور تبدیلی کے مظہر انقلابی اعلانات کے پس پردہ حکومتی ٹیم کے اقتصادی وژن کا پتا چلنا چاہیے کہ حکومت کیا کرنا چاہتی ہے، بعض ماہرین اقتصادیات کا شکوہ ہے کہ معیشت بے سمت ہے، حکومت اس راز پر سے پردہ ہٹانے پر تیار نہیں کہ وہ آئی ایم ایف سے بیل آؤٹ پیکیج لینے نہیں جا رہی تو پھر یا الہی یہ ماجرا کیا ہے کہ سلسلہ جاری کیوں ہے؟ حکومت کنگول بدست ہونے کا کوئی تصور نہیں رکھتی تو مالیاتی اداروں کو خدا حافظ کہنے میں لیت و لعل سے کام لینے کی ضرورت نہیں، جب کہ دورانہ بندی، باریک بینی اور نتیجہ خیز ذہانت و مہارت کی عکاسی بجٹ پر عملدرآمد کے دوران لازمی ہونی چاہیے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ اقتصادی نڈا کراتی بساط پر جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ خدا نہ کرے فریب نظر ہو، مگر بے یقینی، فیصلوں میں لڑا ہٹ اور عوام کے معیار زندگی میں کیا پلٹ سے عدم مطابقت اور شفاف و دور رس معاشی تفکر و متوازن معاشی پالیسیوں پر تجربہ کاری اور سوچ بچار کے فقدان کی جھلک نمایاں ہے۔ فنانس بل پر اپوزیشن کا رد عمل بھی سامنے آیا ہے جس میں ملک کو درپیش معاشی مسائل کے ٹھوس حل کی طرف کوئی با معنی پیش رفت کی نوید نہیں ملتی، چھیڑ خویاں سے چلی جائے اسد جیسی صورت حال ہے جس پر تشویش بجائے، معاشی منظر نامہ کی سنگین کوہر گز بڑھاوا نہیں ملنا چاہیے، اس سے غیر ملکی سرمایہ کاروں کی رغبت کم ہونے کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے، مزید برآں سرمایہ کاری کے امکانات امن و استحکام کی قابل رشک ماحول سازی سے ہی روشن ہو سکتے ہیں۔ حکومت معیشت کے استحکام کے لیے اب کمر کس لے۔